Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تصویرِ کشمیر از حفیظ جالندھری۔ایک جائزہ

AN OVERVIEW OF “TASWEER-E- KASHMIR” BY HAFEEZ JALANDHRI

* **Rubina Yasmin,** ** **Saima Iqbal, ***Dr. Rabia Sarfraz**

Abstract:
Abu Al-Asar Hafeez Jalandhari (1900–1982) was a Pakistani Urdu language poet who wrote the lyrics for the National Anthem of Pakistan. In all genres of poetry like ghazal, poem, masnavi song, salam etc. "Tasweer-e-Kashmir" is a long book poem by Hafeez Jalandhari. This poem was written by him in 1937. Kashmir is a valley between the Great Himalayan range and the Pir Panjal mountain range. Kashmir is a place of beautiful simplicity and pristine natural beauty. It is painted with a unique culture that keep the human intrigued.This article presented an over view of his poem Tasweer-e-Kashmir.

Key words: *National Anhem, Tasweer-e-Kashmir, Democracy, Unique Culture, Natural Beauty.*

بیسویں صدی کے آغاز میں پیدا ہونے والے اردو شاعروں میں حفیظ جالندھری ایک اہم نام ہیں۔ غزل، نظم، مثنوی گیت، سلام وغیرہ تمام اصناف شاعری میں جو قبول عام حفیظ کو حاصل ہوئی وہ کم ہی کسی کو ملی ہے۔ ابو الاثر حفیظ جالندھری ایک عظیم پاکستانی شاعر اور نثر نگار جالندھر میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی پیدائش اور نام کے متعلق رسالہ افکار کے حفیظ نمبر کے مطابق یہ ہے:

” نام۔۔۔۔ محمد حفیظ

تخلص۔۔۔۔ محمد حفیظ

کنیت۔۔۔۔ابو الاثر

تاریخ ولادت۔۔۔۔۱۴ جنوری ۱۹۰۰ء

مقام ولادت۔۔۔۔ جالندھر۔ پرانے صوبہ پنجاب کا ایک بہت ہی قدیم شہر“ (۱)

آپ کے دادا اسلام قبول کرنے کے بعد جودھ پور سے ہجرت کر کے جالندھر کی تحصیل نکودر میں مقیم ہوئے، جہاں ان کو جاگیر بخشی گئی۔ حفیظ نے ابتدائی تعلیم کا آغاز سن ۱۹۰۵ء میں حوض والی مسجد سے کیا۔ شعر و شاعری اور قصے کہانیاں پڑھنے کا شوق تھا۔ اس لیے ساتویں کا امتحان دے کر گھر سے بھاگ نکلے۔ اس کے بعد کیسی ادارے سے وابستہ نہ رہے لیکن اپنے ذوق کی وجہ سے کتابوں کا مطالعہ جاری رکھا۔ اردو کے علاوہ ہندی، فارسی اور انگریزی پر عبور حاصل کر لیا تھا:

> ”لڑکپن میں نعت خوانی کا شوق تھا۔ قوالی کی محفلوں میں بھی شوق سے جاتے۔ اس دور کے میلے ٹھیلے، جلسے جلوس، ناچ رنگ وعیظ و نصیحت اور ہندوؤں کے نگر کیرتن سادھو سنتوں کے بھجن سب حفیظ کے لیے دلچسپی کا سامان تھے۔“(۲)

حفیظ نے شاعری میں مذہبی رنگ مولانا حالی سے حاصل کیا۔ جوانی میں مومن اور کبیر داس کے علاوہ داغ سے بھی اثر قبول کیا۔ حفیظ نے پہلا گیت ۱۹۲۳ع میں لکھا جو ”جی نڈھال ہے“ کے عنوان سے ” ہزار داستان“ میں شائع ہوا۔ اس کے بعد حفیظ نے اردو میں بے شمار نغمے اور ترانے لکھے۔ حفیظ کا پہلا مجموعہ کلام ’نغمہ زار‘ (۱۹۲۵ء) میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ’سوز و ساز‘ (۱۹۳۲ء) ’تلخابہ شیریں (۱۹۴۷ء) تصویر کشمیر (۱۹۳۷ء) جو ۵۰ بندوں پر مشتمل ہے

*Ph D Scholar Urdu,Govt. College Women University, Faisalabad.
** Lecturer, Dept. of Urdu, Govt. College University, Faisalabad
***Associate Professor, Dept. of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اور شاہنامہ اسلام (جلد اول: ۱۹۲۸ء) (جلد دوم: ۱۹۳۲ء) (جلد سوم: ۱۹۴۰) (جلد چہارم: ۱۹۴۷) ہیں۔ حفیظ جالندھری نے نہ صرف پاکستان کا ترانہ لکھا بلکہ کشمیر کا ترانہ بھی لکھا ہے۔ زرینہ رحمٰن لکھتی ہیں:

"حفیظ جالندھری کے فن پر گفتگو آسان نہیں ہے۔ میں نے کافی حد تک یہ کوشش کی ہے کہ ان کی فنکاری کو اجاگر کر سکوں۔ حفیظ نے نظم نگاری، غزل گوئی، مثنوی نگاری اور گیت کے میدانوں میں اہم اضافے کیے ہیں۔ نظم نگاری میں انھوں نے جو ہیئتی تجربے کیے ہیں وہ مابعد کے شعراء کے لیے نشان راہ ثابت ہوں گے۔ گیت کے میدان میں اور بچوں کے لیے انھوں نے جو نظمیں لکھی ہیں وہ بھی ہمارے دیدہ ول کو متوجہ کرتی ہیں۔"(۳)

حفیظ نے بہت سے نظمیں لکھیں۔ نغمہ زار میں سترہ نظمیں، سوز و ساز میں تینتیس اور تلخابہ شیریں میں چھبیس نظمیں ہیں۔ حفیظ نے نظموں کا اچھا خاصا ذخیرہ اکٹھا کیا ہے۔ لیکن ناقدوں کی توجہ چند نظمیں ہی اپنی طرف کھینچ سکیں۔ ملک اسماعیل حسن خان نے حفیظ کی مشہور نظموں کے بارے میں لکھا ہے:

"ان کی مشہور نظمیں 'ابھی تو میں جوان ہوں' 'رقاصہ' 'جاگ سوز عشق جاگ' 'پربت کا گیت' 'میرا اسلام' اور 'فرشتوں کا گیت' شامل ہے۔"(۴)

حفیظ کی نظموں میں فکر کی گہرائی اور گیرائی دونوں موجود ہیں۔ ان کی نظموں میں موسیقیت اور ترنم موجود ہے۔ نظم نگاری میں جو ہیئت کے تجربے کیے ہیں وہ اردو میں ان کو ہمیشہ زندہ رکھے گے۔ خاص طور پر بچوں کے لیے جو نظمیں لکھیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ ساتھ ہی حفیظ نے جو منظری نظمیں لکھیں وہ کسی تعریف کی محتاج نہیں ہیں۔ ان نظموں میں منظر فطرت کی عکاسی کی گئی ہے۔ ان نظموں کے حوالے سے فراق گورکھپوری کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

"حفیظ کی منظر نگاری خاص توجہ کی مستحق ہے۔ موسیقی اور مصوری سنگیت اور چترکاری کا جو میل حفیظ کی نظموں میں ہمیں ملتا ہے وہ کم از کم سے مجھے کہیں نہ ملا۔"(۵)

ابو الاثر حفیظ جالندھری کو ان کی مقبولیت بھارت میں کم نہیں تھی۔ قیام پاکستان سے پہلے وہ اپنی ادبی حیثیت کا لوہا منوا چکے تھے۔ ان کی دوسری شناخت "شاہنامہ اسلام" کے تناظر میں اسلامی تاریخ، تہذیب اور ثقافت کا شعری حوالہ ہے۔ انہوں نے ایسی اعلیٰ نظمیں تخلیق کیں کی برصغیر میں نامور شعرا میں شمار ہوئے۔ 21 دسمبر 1982 کو آپ وفات پا گئے .اس وقت آپ کی عمر 82 سال تھی۔

"تصویر کشمیر" ملک اشعراء حسان الملک بہادر خان صاحب ابوالاثر حفیظ جالندھری کی طویل یک کتابی نظم ہے۔ یہ نظم انھوں نے 1937ء میں سری نگر کے اولین "نمائشی مشاعرہ" کے لیے لکھی تھی۔ حفیظ جالندھری "عرضِ حال" میں لکھتے ہیں کہ مشاعرے کی لیے مصرع دیا گیا تھا:

"ذرہ ذرہ جانفزا ہے گلشنِ کشمیر کا"(۶)

اس قافیے کی رعایت سے کشمیر پر ہی کچھ لکھنے کا تہیہ کر کے نظم لکھی۔ جب نظم لکھنی شروع کی تو رات دو بجے کا وقت تھا اور بائیں ہاتھ سے نظم لکھنا شروع کر دی اور کئی گھنٹے مسلسل لکھتے رہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"کشمیر والے صاحب' کی قید میں رات کے دو بجے بائیں ہاتھ نظم لکھنا شروع کی اور دوسرے دن تین بجے سہ پہر تک مسلسل لکھتا رہا۔ آخر دوستوں کے کھٹکھٹانے اور دروازہ توڑ ڈالنے کی دھمکی سے مجبور ہو کر قلم رکھ دیا۔"(۷)

اسی لیے حفیظ جالندھری کے مطابق یہ نظم تشنہ رہ گئی۔ یہ نظم انھوں نے 1938ء میں شائع کروانے کو بھیجی تھی۔ اس میں "عرضِ حال" کے عنوان کے تحت حفیظ جالندھری لکھتے ہیں:

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"نظم نا مکمل اور تشنہ ہے تکمیل اور ترمیم کے لیے طبیعت آج تک حاضر نہ ہو سکی۔میں نے یہ نظم اپنے شفیق اور سچے مربی سید راس مسعود صاحب مرحوم کی خدمت میں بھیج کر رائے طلب کی تھی۔انھوں نے گذشتہ مئی 37ء میں چند سطور۔شاید میرا دل بڑھانے کے لیے لکھ بھیجی تھیں اور نظم کو شائع کر دینے پر زور دیا تھا۔"(۸)

حفیظ کی شاعری بہت پر اثر ہے۔ان کا دائرہ کار صرف مشاہدات اور محسوسات تک محدود نہیں ہے ان کا دل ایک آئینہ خانہ کی مانند ہے۔کشمیر تو کئی لوگوں نے دیکھا ہے مگر اس کی جو تصویر کشی حفیظ جالندھری نے کی ہے وہ کوئی اور نہیں کر سکتا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

"ندیاں ہر سو تھرکتی ناچتی گاتی ہوئی
کسمساتی لڑکھڑاتی پیچ بل کھاتی ہوئی
آدمی کیا پتھروں کو وجد میں لاتی ہوئی
اپنی اپنی منزلِ مقصود کو جاتی ہوئی
کرتی جاتی ہیں نگاہوں پر عمل تسخیر کا"
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا(۹)

حفیظ نے ۱۹۲۲ء میں کشمیر کا پیدل سفر کیا اور وہاں کشمیر پر اپنی پہلی نظم لکھی جو 'شباب اردو' لاہور میں شائع ہوئی اور اس کا عنوان تھا" چشمہ ورناگ پر ایک آنسو"۔ شیخ محمد عبد اللہ نے کہا کہ اس نظم نے سب سے پہلے ان کی روح میں چنگاری سلگائی تھی۔یہ نظم کسی مجموعے میں شامل نہیں۔شباب اردو کے فائل اور حفیظ کے پرانے بیاضوں میں موجود ہے(۱۰) اس نظم میں شاعر کشمیر میں ہونے والے ظلم و ستم کا منظر نامہ پیش کرتا ہے۔آدھی صدی سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے اور اس عرصے میں دو نسلیں پروان چڑھ چکی ہیں۔ہمارا معاشرہ اس قدر بے حس ہو چکا ہے کہ ان نہتے لوگوں پر ہونے والے ظلم و ستم پر کوئی بھی آواز نہیں اٹھاتا۔بقول بر گیڈیئر گلزار:

"شاید حفیظ کی عمر بیس کچھ اوپر ہو گی کہ گھر بار چھوڑ کر کشمیر کا رخ کیا۔اور پیدل وادیٔ کشمیر جا پہنچا۔جتنا عرصہ وہاں رہنے کا اتفاق ہوا ہر جگہ پیدل گیا۔کئی سال بعد جب حفیظ معروف شاعر بن چکا تھا جب اس کے کلام کے دل دادہ ہزاروں کی تعداد میں اس کے ایک ایک لفظ پر داد فن دیتے تھے اس نے دوبارہ کشمیر کا سفر اختیار کیا۔اس مرتبہ ماحول بہت بہتر تھا اور وہ نظم لکھی گئی جس کا عنوان ہے" ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا" اس نظم کے اقتباس سے اس کی صحیح بلندی کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ہمیں یقین ہے کہ اس کی تہہ میں اس سے پہلے سفر کے نقوش موجود تھے جو پیدل سفر کے دوران ذہن پر نقش کالجر کی طرح پیوست ہو گئے تھے۔"(۱۱)

جموں و کشمیر ایک زرعی ریاست ہے۔یہاں کے اسی فیصد باشندے زراعت سے تعلق رکھتے ہیں۔یہ ریاست معدنی دولت سے مالا مال ہے۔قومی آمدنی کا ایک بڑا حصّہ جنگلات کی مختلف نوع کی پیداوار سے حاصل ہوتا ہے۔مزید براں پھل دار درختوں میں سیب، ناشپاتی، آڑو، آلوچہ، آلو بخارا، انار، اخروٹ، بادام، شہتوت، چیری اور خوبانی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔اس وقت ریاست کی مجموعی آبادی کا اندازی ایک کروڑ پچاس لاکھ لگایا گیا ہے۔یہاں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندو، سکھ، عیسائی اور بدھ بھی آباد ہیں۔مسلمان اکثریت میں ہیں جن کا تناسب ۸۴ فیصد ہے۔شاعر کہتا ہے کی کشمیر میں اس قدر مناظر کی رنگارنگی ہے کہ اس کا بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔شاعر نے جنت اور کشمیر کا تقابل مندرجہ ذیل بند میں جس خوب صورتی سے کیا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی ہے:

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"عامیوں نے کہ دیا کشمیر کو جنت نشاں
ورنہ جنت میں حسن و رنگ و شادابی کہاں
کیا ہے جنت چند حوریں اک چمن دوندیاں
خیر زاہد کی رعایت سے یہ کہتا ہوں کہ ہاں
عالم بالا پہ ہے پر تو اسی کشمیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا"(۱۲)

حفیظ کا تعلق رومانوی دبستان سے ہے۔انھوں نے زندگی میں جن رنگوں کو دیکھا وہ رنگ سب کو دکھانے کی کوشش کی ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر نگہت ناہید ظفر لکھتی ہیں:

"رومانی شعراء کے حوالے سے یہ بات صادق نظر آتی ہے کہ وہ دنیا میں واقعی رنگ دیکھنے کے لیے آئے تھے اور ان کے تخیل نے نہ صرف قوس قزح کے رنگ خود دیکھے بلکہ اپنی شاعری کے ذریعے اوروں کو بھی دکھائے۔"(۱۳)

تصویر کشمیر' میں شاعر نے جابجا قدرتی مناظر کو پیش کیا ہے۔کشمیر کے پہاڑوں،وادیوں،دریاؤں، جھیلوں اور برف باری کے خوب صورت منظر کو اس طرح پیش کیا ہے کہ یہ قدرتی مناظر آنکھوں ک ذریعے دل میں اتر کر نغمہ کی فضا قائم کر دیتے ہیں۔ان کی منظر کشی فطرت کے مناظر سے گہری وابستگی کا احساس دلاتی ہے۔ان میں موجود نغمگی اور موسیقیت پڑھنے والے کے کانوں میں رس گھولتی ہے۔وہ منظر کے اندر گھس کر اس کی روح کو اپنی گرفت میں لاتا ہے۔وہ جو کچھ دیکھتا ہے اس کو سادگی کے ساتھ بیان کر دیتا ہے:

"برف کی اُونچائیاں برفآب کی گہرائیاں
رنگ و بو کی شوخیاں پھولوں کی بے پروائیاں
سبز قالینوں پہ دیواروں کی بزم آرائیاں
بنتے تنتے چلتے پھرتے ابر کی پر چھائیاں
آگے پیچھے دوڑنا تاریکی و تنویر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا"(۱۴)

شاعر کہتا ہے کہ ان کشمیریوں نے کتنے ہی سہانے خواب اپنی آنکھوں میں سجا رکھے ہیں۔بوڑھے مرد اور عورتوں نے گھر سے اپنے لختِ جگروں کو گھر واپس آنے کی آس کو بھی چھوڑ دیا ہے۔کلیاں، غنچے اور پھولوں نے کھلنا چھوڑ دیا ہے۔ اس نظم میں مقبوضہ کشمیر کے لوگوں کی سماجی زندگی کا نوحہ بھی لکھا گیا ہے لیکن حفیظ جالندھری نے اس خوبصورت جنت جیسی وادی کے حسین مناظر کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی غربت اور مفلسی کو بھی دکھاہے۔اس صورت حال کو بیان کرتے ہوئے ان کے دل پر جو بیت رہی ہے اس کو وہ اس طرح بیان کرتے ہیں :

"چشم شاعر کے ہیں آنسو ان کو مٹی میں نہ رول
بے خبر انمول جوہر کو ترازو سے نہ تول

ایک گوشے میں ادب سے بیٹھ جا منہ سے نہ بول
او تماشائی! تصور شرط ہے آنکھیں نہ کھول
چشمِ دل سے دیکھ نوشہ گردشِ تقدیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا"(۱۵)

نظم کا آغاز سبز پہاڑوں، برف پوش، چوٹیوں، گھنے جنگلوں، میٹھے چشموں اور سریلے جھرنوں کا پہناوا اوڑھے ہوئے اور دیدہ زیب زمین کے مناظر سے ہوتاہے۔شاعر اس نظم میں خوبصورت وادی کے مناظر دکھاتے ہوئے یہاں کے لوگوں کی خوش دلی، ان کی میز بانی اور خوش لباس ہونے کی تصویر بھی دکھاتا ہے۔وہ کشمیر کی تصویر کا ایک ایک پہلو ہمارے سامنے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب کسی شہر اور ملک پر ظلم و ستم ہو رہا ہو تو نہتے لوگوں کا خون بہتا ہے۔شہر مٹا دیے جاتے ہیں۔بستیاں اجڑ جاتی ہیں۔ہر سڑک کی نکر پر لگی روشنی گلیوں میں صرف خوف پھیلا رہی ہوتی ہے۔عورتوں کی آنکھوں میں آنسوؤں کی بارش اور لڑکیوں کی باتوں میں ہر وقت سسکیاں رہتی ہیں۔ہر سڑک پر ٹینک ہی گشت کرتے ہیں۔جب ایسا عالم ہو تو پھر اس ملک اور شہر ے بچے موت سے بے فکر ہو جاتے ہیں:

"مجمع اضداد ہیں دیہات بھی اور شہر بھی
موت بھی طاری ہے ان پر زندگی کی لہر بھی
اس زمیں پر آسماں کا لطف بھی ہر زہر بھی
آب و گل کا یہ عجوبہ ہے عجب تخمیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے کشمیر کی تصویر کا"(۱۶)

یہ نظم ایک احتجاج کی صورت میں لکھی گئی ہے، کہ طاقت کے بل بوتے پر ملک کے رہنے والے لوگوں کے لفظ، خیالات اور قوم کے حالات کی عکاسی کرتی ہے کہ اس دنیا میں طاقت کا اصول ہی کا رفرما ہے۔اس نظم میں بتایا گیاہے کہ بے ضمیر لوگوں نے کشمیریوں پر ظلم کیااور لاکھوں معصوم بچوں اور لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔کشمیر کی وادی تو خوب صورت ہے لیکن اس کی مخلوق کمزور اور نحیف ہیں۔وہ زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں۔جہاں کے لوگ بیکسی و محتاجی کی تصویر ہیں۔کشمیری پیشے کے لحاظ سے فنکار ہیں۔لکڑی، پیتل، تانبا، سونے، چاندی، شالوں، کڑھائی، دتودرک، پیپرماشی کہ ایسی دوسری دستکاریوں میں اس کے فن کا مقابلہ نہیں۔ایک عام آدمی دن بھر مصروف رہتا لیکن اجرت اتنی کم ہوتی ہے کہ غربت کے بوجھ تلے دبتا رہتا۔وزن اُٹھانے میں کشمیری مزدور کا مقابلہ نہیں۔ان دنوں گھروں میں لکڑی جلتی اور سردی کی وجہ سے گرمی کے موسم میں ہی بخاریوں میں جلانے کے لئے لکڑی جمع کی جاتی۔مزدور بیل گاڑیوں کی بجائے اسے خود کھینچتے ہیں:

"وادی و کہسار پر ایسی بہار آئی ہوئی
نخلِ آدم زاد پر لیکن خزاں چھائی ہوئی
اس قدر خوش رنگ کلیاں اور مرجھائی ہوئی
راکھ میں چنگاریاں جیسے ہوں کجلائی ہوئی

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

حسرت آلود ہے چہرہ ہر جوانِ و پیر کا[۱۷]

حفیظ نے اس نظم میں کشمیر کے حوالے سے مغل فنون لطیفہ کا بار بار ذکر کیا ہے۔ یہ فنون لطیفہ مغلیہ دور کی یاد دلاتے ہیں اور کشمیری تہذیب میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ اکبر، جہانگیر اور شاہ جہان مصوری کے بہت دلدادہ تھے۔ مغل شہنشاوں میں جہانگیر ہی ایک ایسا شہنشاہ تھا جو ہر سال کشمیر آیا کرتا تھا۔ مغلوں کے دور میں کشمیر میں دوسرے فنون لطیفہ کو بھی بہت فروغ ہوا۔ کشمیر کاریگر تو پہلے ہی بکتا تھا اور ان اسے شاہی پشت پناہی حاصل تھی۔ وہ اور بھی چمکا۔ طرزِ تعمیر میں بھی بے ترقی ہوئی۔ بادشاہ کے سارے باغات میں شالامار بہت حسین ہے۔ یہ شہنشاہ جہانگیر اور ملکہ نور جہاں کے مذاق رنگین کی تصویر ہے۔ اس نہر کے کناروں پر دیو دار کے بلند درخت بھی ہیں۔ باغ کے وسط میں ایک اور نہر اس سے آملتی ہے جو اور بھی خوبصورت بارہ دریوں میں سفید سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ جو بہت قیمتی ہے۔ اسی میں چشمہ شاہی بھی ہے۔ ویری ناگ، اچھابل بھی مغلوں کی یاد دلاتے ہیں۔ لیکن یہ سب وقت کے ساتھ ختم ہو گئے اگر کشمیر کی تباہی کی وجہ پوچھیں گے تو اس کا صرف ایک ہی جواب آئے گا کہ تقدیر میں ایسا لکھا تھا:

”زندگانی چار دن کی زندگانی ہی سہی
شوکت مغلیہ اب قصہ کہانی ہی سہی
اک سبق دیتی ہیں تعمیریں پرانی ہی سہی
نقش قائم ہے ہمارا نقشِ فانی ہی سہی
راز کھولتا ہے اس سے عالم تغیر کا[۱۸]

شاعر مغلوں کی تعمیرات کا ذکر کر کے بعد میں اس بات کا گلہ کرتا ہے کہ مغل در و دیوار کو سجانے کی بجائے لوگوں کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے تو کشمیریوں کو بھیک مانگنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ کشمیر جیسی جنت نظیر وادی سامراج کے ہاتھوں تباہ ہو گئی۔ سال ہا سال سے ان پر ظلم ہوتا آ رہا ہے۔ ان لوگوں کو فقیر سمجھا جاتا ہے۔ اس کی عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ سرمایہ دار ان کی مفلسی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ چند لوگوں کی عیاشی نے کشمیر پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ دیئے۔ مائیں اپنے بیٹوں کو قربان کر رہی ہیں اور جو بچ جاتے ہیں وہ ایک ایک روٹی کو ترستے ہیں:

”اہل حشمت کی یہ قبریں یہ شکستہ کاخو کو
زنگ خورہ اسلحہ ٹوٹے ہوئے جام و سبو
ہڈیاں مزدور کی ہیں اور کسانوں کا لہو
یہ خرابہ ہے خدا کی بہتریں تعمیر کا[۱۹]

حفیظ نے اس نظم میں موضوعاتی فکر کے ساتھ ساتھ فنی اسلوب میں بھی ذاتی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ اس نظم میں ایک طرف رومانوی تحریک کا اثر سامنے آتا ہے تو دوسری طرف فنی اسلوب بھی اپنے جلوے دکھاتا ہے۔ یہ نظم ”مسدس“ ہیئت میں لکھی گئی ہے۔ اس میں تقریباً پچاس بند ہیں۔ ہر بند اپنا الگ موضوع رکھتا ہے۔ ہر بند میں خوب صورت قافیہ پیمائی کی گئی ہے۔ تشبیہات و استعارات میں روایت پسندی سے گریز کیا گیا ہے۔ نظم اپنے اندر حسن و دلکشی رکھتی ہے۔ ان میں منظر کی گونا گوں کیفیتوں کو سمیٹا گیا ہے۔ فطرت کی بوقلمونیوں کو دکھایا گیا ہے۔ ان کی ترنم ریزی، موسیقیت اور عنایئت نے اس تمام واقعے کو اچھوتا بنا دیا ہے۔ نظم اپنی ہیئت اور رنگ و آہنگ کی وجہ سے شیرینیت رکھتی ہے نظم میں حفیظ کی فکر نے نادر اور نازک تشبیہات نے اس کو مرئی بنا دیا ہے:

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

”زائروں کا موسم گرما میں رہتا ہے ہجوم
جلوہ گر ہوتے ہیں صحن باغ میں مثل نجوم“(۲۰)

اس شعر میں کشمیر میں آئے ہوئے سیاحوں کو نجوم سے اور کشمیر کو باغ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

”آب میں مے کا اثر ہے خاک میں اکسیر کا“(۲۱)

اس میں شاعر نے کشمیر کے پانی کو شراب اور کشمیر کی مٹی کو اکسیر سے تشبیہ دی ہے۔شاعر نے استعارہ کی خوب صورت مثالیں دی ہیں۔اس کی مثال دیکھیں:

"ہے عجب دھندلی ضیا اُجلا اندھیرا باغ میں
ہر چمن کو نور پوشوں نے ہے گھیرا باغ میں
ہے شنا سا اب کوئی تیرا نہ میرا باغ میں
بائیانِ باغ کا اترا ہے ڈیرا باغ میں(۲۲)

تلمیح کے حوالے مثال دیکھیں:

”ہو رہا ہے تذکرہ کشمیر میں کشمیر کا
کھینچنا تصویر کا لانا ہے جوئے شیر کا“(۲۳)

اس بند کے شعر میں شاعر نے کشمیر کی تصویر کو کھینچنے کو 'جوئے شیر' کہا ہے۔صنعت مراۃ النظیر کی مثال دیکھیں۔

”خوبصورت کھیت بھی، گلزار بھی کہار بھی
خوبصورت پھول بھی اشجار بھی اثمار بھی“(۲۴)

مبالغہ آمیزی کی مثال دیکھیں:

”کوثر و تسنیم غش ہیں اس ردائے آب پر
رشک ہے فردوس کا اس سبزۂ شاداب پر“(۲۵)

تمثال نگاری کی مثال دیکھیں:

”ندیاں ہر سو تھرکتی ناچتی گاتی ہوئی
کسمساتی لڑکھڑاتی پیچ بل کھاتی ہوئی
آدمی کیا پتھروں کو وجد میں لاتی ہوئی“(۲٦)

صنعت تضاد کی مثال دیکھیں:

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

”حاکم و محکوم کا کوئی نہیں ہے امتیاز
یہ برہمن کے بجھن یہ شیخ صاحب کی نماز“(۲۷)

استفہامیہ لہجہ کی مثال دیکھیں:

کیا تجھے معلوم ہے یہ نہر کیوں ہے بے قرار
سر پٹکتے ہیں زمیں پر کس لیے یہ آبشار
سرو کیوں ہیں پابہِ گل اور دم بخود ہیں کیوں چنار
سر جھکائے کیوں کھڑے ہیں نخلہائے باردار“(۲۸)

مختلف اور نئی تراکیب کا استعمال دیکھیں:

رنگ ونغمہ ساغرومُل سبزہ وگل، سنگ وخشت، شاعرِ رنگین، انسانِ فانی، حسنِ قدرت، کوتاہی تدبیر

حفیظ جالندھری نے نظم ”تصویر کشمیر“ میں کشمیر کی تصویر کشی میں مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ کشمیر کے خوب صورت مناظر، برف پوش پہاڑوں، بہتی ندیوں، چشموں، دریاؤں کا ذکر کیا ہے۔ کشمیر کی خوب صورتی کے ساتھ ساتھ کشمیری لوگوں کی غربت اور بے چارگی کا بیان بھی ہے۔ کشمیر میں آنے والے سیاحوں کا تقابل مقامی لوگوں سے کیا گیا ہے۔ مغل تعمیرات کا بیان ہے۔ شاعر طنز بھی کر رہا ہے کہ ان لوگوں نے خوبصورت باغ، چشمے اور جھیلیں تو بنا دیں لیکن کشمیری لوگوں کی زمینوں کی طرف توجہ نہ دی۔ اسی وجہ سے سامراج اب کشمیریوں کی حالت زار پر ہنستے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ جنت نظیر کشمیر اب کھنڈر کی مثال پیش کر رہا ہے۔ اس طرح یہ نظم فکری وفنی لحاظ سے اہم نظم ہے۔

References

1. S-L, Hafeez Jalandhri, Zindagi Shakhsiyat aor Fun ka aik Jaiza, Mashmola, Afkar(Hafeez Number) Karachi: Maktaba Afkaar, 1935, Pg 23
2. Ibid, Pg 36
3. Zarina Rahman, Dr, Hafeez Jalandhri ka Fun, Nai Dilhi: Hiyat Publications, 2007,Pg12
4. Ismaeel Hasan Khan, Malik, Hfeez ki Shayri, Dilhi: Jamalistan, March 1925,Pg 6
5. Hafeez Jalandhri, Taqreeq az Firaq Gorakhpori, Nashria All Radio, Likhno: 7 August 1941
6. Hafeez Jalandhri, Tasweer-e-Kashmir, Lahore: Urdu Academy Punjab, 1938, Pg 4
7. Idid
8. Ibid
9. Ibid, Pg 13
10. S-L, Hafeez Jalandhri, Zindagi Shakhsiyat aor Fun ka aik Jaiza,Pg 39
11. Bargadier Gulzar Ahmad, Hafeez, Mashmola, Afkar(Hafeez Number) Pg 511
12. Hafeez Jalandhri, Tasweer-e-Kashmir, Pg 17
13. Nighta Naheed Zafar, Angrezi Romanvi Shura k Urdu Shayri pr Asrat, Lahore: Pakistan Writers Cooperative Society, 2015. Pg 59
14. Hafeez Jalandhri, Tasweer-e-Kashmir, Pg 11

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

15. Ibid, Pg 39
16. Ibid, Pg26
17. Ibid, Pg 20
18. Ibid, Pg 52
19. Ibid, Pg 33
20. Ibid, Pg 16
21. Ibid, Pg 16
22. Ibid, Pg 46
23. Ibid, Pg 9
24. Ibid, Pg 18
25. Ibid, Pg 16
26. Ibid, Pg 13
27. Ibid, Pg 28
28. Ibid, Pg 37